30 اپریل 2015ء

کے اے ایس بی بینک سے متعلق معاملات پر پریس ریلیز

ڈپازٹرز کے مفاد کا تحفظ کرنا اور بینکاری نظام کے استحکام کو یقینی بنانا بینک دولت پاکستان کے مینڈیٹ کا حصہ ہے۔ بینکاری لائسنس کے اجرا کا مطلب کسی ادارے کو یہ اجازت دینا ہے کہ وہ عوام سے ڈپازٹس لے کر آگے قرض دینے میں استعمال کرے۔ عوام سے پیسہ وصول کرنے کے اختیار کے ساتھ ذمہ داری بھی آتی ہے۔ اسٹیٹ بینک بطور احتیاطی اقدام اور مینڈیٹ کے مطابق اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے بینک میں ہر ممکنہ سرمایہ کار کی، جو ایک خاص شرح سے زیادہ سرمایہ کاری کرنا چاہے (جو اس وقت 5 فیصد ہے) موزونیت اور مناسبت کو جانچتا ہے تا کہ اس امر کو یقینی بنایا جاسکے کہ سرمایہ کار اپنی مالی ذمہ داریاں پوری کر سکتا ہے اور اسے عوام کے ڈپازٹس جمع کرنے کا لائسنس دیا جاسکتا ہے۔

کے اے ایس بی بینک کے معاملے میں اسٹیٹ بینک یہ ارادہ رکھتا ہے کہ:
(الف) 150,000 سے زائد ڈپازٹرز کے 57 ارب روپے کی ادائیگی کو یقینی بنائے، اور
(ب) تمام متعلقہ فریقوں خصوصاً ڈپازٹرز کے بہترین مفاد میں اور تمام بینکاری نظام کی پائیداری کی خاطر بینک کا مناسب طور پر تصفیہ (resolve) کرے۔

کے اے ایس بی بینک کا تاریخی تناظر
کے اے ایس بی بینک لمیٹڈ (دی ''بینک'') 2009ء سے کم از کم سرمائے کی شرط (MCR) اور شرح کفایت سرمایہ (CAR) دونوں کے لحاظ سے سرمائے کی شدید کمی کا سامنا کرتا رہا ہے۔ 30 ستمبر 2014ء تک بینک کی کم از کم سرمائے کی شرط (نقصانات کو منہا کرکے) 0.958 ارب روپے اور شرح کفایت سرمایہ منفی 4.63 فیصد تھی جبکہ مطلوبہ سطحیں بالترتیب 10 ارب روپے اور 10 فیصد ہیں (یعنی کم از کم سرمائے کی شرط میں 9.04 ارب روپے اور شرح کفایت سرمایہ میں 14.63 فیصد کی کمی تھی)۔

اسٹیٹ بینک کی جانب سے نگرانی کے عمل/جانچ کے نتیجے میں نگرانی کے مسائل کے پیش نظر بینکوں کو تصفیے (resolution) پر رکھا جاتا ہے۔ اسٹیٹ بینک نے متعلقہ اقدامات اس وقت شروع کیے جب کے اے ایس بی بینک میں نگرانی کے حوالے سے مسائل سامنے آئے۔

بینک کی ادائیگی قرض کی کمزور صورت حال اور نگرانی کے حوالے سے سنگین خلاف ورزیوں کے پیش نظر اسٹیٹ بینک نے بینک پر بعض پابندیاں عائد کیں اور اسپانسرز کو سرمایہ داخل کرنے کی ہدایت کی۔

تاہم نہ تو اسپانسرز نے سرمایہ داخل کیا اور نہ ہی تصفیے کی سنجیدہ کوششیں کی گئیں۔ اس کے بجائے بینک اسٹیٹ بینک کی عائد کردہ پابندیوں پر عمل کرنے میں ناکام رہا۔ نتیجے کے طور پر 3 جون 2013ء کو اسپانسرز اور بورڈ آف ڈائریکٹرز کو اسٹیٹ بینک کے ساتھ ایک حلف نامے (undertaking) پر دستخط کرنے کی ہدایت کی گئی تا کہ ضوابطی شرائط پوری کی جاسکیں اور مئی 2014ء تک سرمائے کی کمی کو پورا کیا جاسکے۔

بدقسمتی سے اسپانسرز اور بورڈ آف ڈائریکٹرز، اسٹیٹ بینک کی جانب سے اجلاسوں میں اور تحریری طور پر بارہا اصرار کے باوجود، سرمایہ داخل کرنے (capital injection) کی اہم ذمہ داری کو پورا کرنے میں ناکام رہے۔ آخر انہیں تجویز دی گئی کہ اس بینک کو کسی بڑے بینک میں ضم کردیں لیکن وہ ایسا کرنے میں بھی ناکام رہے۔ 2014ء میں کے اے ایس بی بینک کو اسٹیٹ بینک کی طرف سے موقع دیا گیا کہ ملک کی مارکیٹ میں جہاں مناسب ہو کسی اور بینک کے ساتھ ضم ہوجائے۔ تاہم بینک اسپانسرز یہ عمل کرنے میں ناکام رہے۔

سرمائے کی اساس کم ہونے کے علاوہ بینک کے نظم ونسق کے امور میں بھی سنگین مسائل دیکھے گئے جیسے بینک کے روزمرہ معاملات میں اسپانسرز کی شمولیت جو متعلقہ ضوابطی ہدایات کی خلاف ورزی ہے۔ بینک نے اپنی پارٹیوں/منسلکہ اداروں سے ایسی شرائط وضوابط پر کاروبار بھی کیا جو اس کے ڈپازٹرز کے مفاد کے لیے نقصان دہ تھیں۔ اسپانسرز اور انتظامیہ کی خودغرضانہ روش سے بینک کی سرمائے کی اساس، اثاثوں کا معیار اور آمدنی لانے کی استعداد (earning capacity) خاصی متاثر ہوئی۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے، پچھلے پانچ برسوں میں مسلسل نقصانات کے باعث کے اے ایس بی بینک کی ایکویٹی خاصی کم ہو چکی تھی اور کم از کم سرمائے کی شرط سے بہت نیچے تھی۔ اس کی کفایت سرمایہ بھی 30 ستمبر 2014ء کو منفی ہو چکی تھی جس کی بنا پر تکنیکی طور پر بینک دیوالیہ ہو گیا تھا۔ بینک کی کمزور مالی صحت اور کم از کم سرمائے کی شرط پورا کرنے میں اسپانسرز کے قاصر ہونے کی بنا پر اسٹیٹ بینک کو ڈپازٹرز اور دیگر متعلقہ فریقوں کے بہترین مفاد میں وفاقی حکومت سے بینک پر التوا کے نفاذ کی درخواست کرنی پڑی۔ وفاقی حکومت نے بینک پر التوا نافذ کیا اور اسٹیٹ بینک کو یہ ہدایت بھی کی کہ قانون کے مطابق تشکیل نو/انضمام کی اسکیم تیار کرے۔

2010ء میں این اے ایس بی نے بطور گروپ تشکیل نو کی ایک تجویز پیش کی جس میں ایم/ایس ایشیا انٹرنیشنل فنانشیل لمیٹڈ (اے آئی ایف ایل) (ایک چینی کمپنی) کو گروپ ہولڈنگ کمپنی یعنی کے اے ایس بی فنانس لمیٹڈ میں فنڈ کے ادخال پر 50 فیصد شیئر ہولڈنگ دی جائے گی۔ ان فنڈز کو بینک میں سرمائے کے ادخال (injection) کے لیے استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ گروپ کی بعض کمپنیاں خریدنے کے لیے استعمال کیا جانا تھا۔ اسٹیٹ بینک کو اس وقت حیرت ہوئی جب 2014ء میں یہ بتایا گیا کہ اے آئی ایف ایل کی ملکیت کی ساخت تبدیل ہوگئی ہے اور اب اسے پیئر ڈوس (خریدار) چلا رہا ہے۔

اسٹیٹ بینک کی منظوری کے بغیر ملکیت کی مذکورہ منتقلی اسٹیٹ بینک کے موجودہ ضوابط کے خلاف تھی۔ تاہم پیئرڈوس (Pairdos) جو ممکنہ استفادہ کنندہ تھا اس نے اسٹیٹ بینک سے فٹ اینڈ پراپر (Fit and Proper) کلیئرنس حاصل کیے بغیر حصص کی تحویل کا عمل جاری رکھا۔

التوائے قرض کے بعد کی پیش رفت

بینک کی مالی پوزیشن اور کمزور انتظامیہ اور بورڈ کی غفلت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک کے پاس بینک کے resolution کے لیے چند ممکنہ آپشنز تھے جو ذیل میں دیے گئے ہیں :

الف) بینک کا مارکیٹ کی بنیاد پر کسی دوسرے بینک کے ساتھ انضمام کر دیا جائے

ب) بینک کو liquidate کر دیا جائے۔

بینک کو (liquidate) کرنے کے عمل کو بینک کے ڈپازیٹرز اور بینکاری صنعت پر اس کے منفی اثر کی وجہ سے زیر غور نہیں لایا گیا۔

مارکیٹ پر مبنی حل کے ذریعے بینک کے resolution کے حصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے ڈپازیٹرز اور بینکاری نظام کے وسیع تر مفاد میں بینک کے انضمام کے آپشن پر توجہ مرکوز رکھی تھی۔ بینک کو تحویل میں لینے کے لیے چار بینکوں نے اسٹیٹ بینک کے پاس اپنا اظہارِ دلچسپی جمع کرایا تھا۔ وہ یہ ہیں:

i) عسکری بینک

ii) سندھ بینک

iii) جے ایس بینک

iv) بینک اسلامی

اسٹیٹ بینک نے بینکوں کو اس بینک کی ضروری مستعدی (due diligence) کرنے کی اجازت دی۔ ضروری مستعدی کے بعد مذکورہ بالا بینکوں نے 12 سے 14 ارب روپے کے منفی ایکویٹی فرق کا تخمینہ لگایا جبکہ کم از کم سرمائے کی شرح (10 ارب روپے) میں کمی اس کے علاوہ تھی۔ بینک کی ضروری مستعدی کا انعقاد کرنے کے بعد بینک اسلامی کے علاوہ دیگر بینکوں نے انضمام کے سودے پر مزید پیش رفت کے لیے دلچسپی کا اظہار نہیں کیا۔

ابھی انضمام کی اسکیم تقریباً آخری مرحلے میں تھی کہ عزت مآب اسلام آباد ہائی کورٹ (آئی ایچ سی) نے بینک کے اسپانسر کی جانب سے وفاقی حکومت، اسٹیٹ بینک اور دیگر کے خلاف دائر کردہ ایک آئینی درخواست پر 24 فروری 2015ء کو ایک آرڈر جاری کیا جس میں اسٹیٹ بینک کو بینک کے اسپانسرز کے حصص فروخت کرنے سے روک دیا گیا اور اسٹیٹ بینک سے کہا گیا کہ وہ قانون کے مطابق موجودہ اسپانسرز کے متعارف کردہ کسی بھی سرمایہ کار/خریدار کی جانب سے تشکیلِ نو/ انضمام کی پیشکش کو زیر غور لائے۔ تاہم، اسپانسرز نے اس دن اپنی درخواست غیر مشروط طور پر واپس لینے کے لیے ایک درخواست دائر کی جب عدالت کیس کے متعلق حتمی فیصلہ دینے والی تھی۔ اس کے مطابق اسلام آباد ہائی کورٹ نے فوری طور پر آئینی درخواست کی غیر مشروط واپسی کی اجازت دے دی اور اسے 22 اپریل 2015ء کو خارج کر دیا گیا۔

سائبرناٹ (Cybernaut) انویسٹمنٹ گروپ کی تجویز

- اسلام آباد ہائیکورٹ میں اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے خلاف رٹ پٹیشن دائر کرنے کے بعد، ناصر علی شاہ بخاری نے 24 فروری 2015ء اور 2 مارچ 2015ء کو لکھے گئے خط کے ذریعے اسٹیٹ بینک کو مطلع کرتے ہوئے کہ انہیں سائبرناٹ انویسٹمنٹ گروپ (CIG) نامی ایک سرمایہ کار ملا ہے، درخواست کی کہ ضروری مستعدی (due diligence) کی منظوری دی جائے۔

- K-Corp کے توسط سے باضابطہ درخواست کی موصولی پر اسٹیٹ بینک نے گروپ کی مکمل معلومات کے لیے باضابطہ درخواست کی تھی تاکہ اس کا خلوصِ نیت (bonafide) معلوم کر سکیں، جو کہ اسٹیٹ بینک کو فراہم نہیں کی گئی، چنانچہ مذکورہ بالا وجوہات کے باعث، باضابطہ ضروری مستعدی کی اُن کی درخواست کو رد کر دیا گیا۔

- تاہم صورتحال کی سنگینی کے پیشِ نظر اور ڈپازٹرز کے مفاد کو تحفظ دینے کے لیے اُن کو پیشکش کی گئی وہ متعلقہ معلومات کے ہمراہ 5 ارب روپے کی رقم کے انتظامات ایک ہفتے کے اندر 10 مارچ 2015ء کو فراہم کر دیں۔ CIG نے اس پیشکش کو یکسر نظر انداز کر دیا اور ناصر علی شاہ بخاری نے اسلام آباد ہائیکورٹ میں توہینِ عدالت کی درخواست دائر کر دی۔

- اسٹیٹ بینک کے جواب میں سائبرناٹ گروپ نے ایک میٹنگ کی درخواست کی۔ اس سلسلے میں ان کے ساتھ ایک تفصیلی میٹنگ 3 اپریل 2015ء کو اسٹیٹ بینک کراچی میں ہوئی، جس میں اُن پر واضح کیا گیا کہ موجودہ قانون/ضوابط کے مطابق جو سرمایہ کار کسی پاکستانی بینک میں 5 فیصد یا زائد حصص حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ بینک کی ضروری مستعدی کی انجام دہی سے پہلے وہ اپنی fitness اور propriety ثابت کرے اور/ یا 5 فیصد یا زائد حصص کی موجودہ اسپانسر شیئر ہولڈرز کو منتقلی کے لیے کسی باضابطہ معاہدے پر دستخط کرے۔

- ناصر علی شاہ بخاری نے 23 اپریل 2015ء کے خط کے ذریعے بتایا کہ سائبرناٹ نے 12 ماہ میں 100 ملین امریکی ڈالر سرمایہ کاری کی تجویز دی ہے، جبکہ سائبرناٹ نے اپنے 20 اپریل 2015ء کے خط کے ذریعے تجویز دی کہ 2015ء کے اختتام تک وہ 50 ملین امریکی ڈالر inject کرے گا اور بینک کی کم سے کم سرمائے کی شرائط (MCR) میں کسی کمی کو اسٹیٹ بینک کے ساتھ طے ہونے والی تاریخ تک پورا کر لیا جائے گا۔

- اس حقیقت کے پیشِ نظر کہ خاصا وقت گزر جانے کے باوجود سائبرناٹ اپنا خلوصِ نیت ثابت نہیں کر سکا ہے، اس کی درخواست 27 اپریل 2015ء کو مسترد کر دی گئی۔

حالیہ افواہیں:

-اسٹیٹ بینک نے اس بات کا نوٹس لیا ہے کہ پٹیشن واپس لیے جانے کے بعد یہ افواہیں پھیلائی گئی ہیں کہ بعض چینی سرمایہ کاروں نے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے ساتھ کوئی سودے بازی کرلی ہے۔ اسٹیٹ بینک ایسی کسی سودے بازی کی تردید کرتا ہے اور واضح کرتا ہے کہ ایک چینی سرمایہ کار نے بینک کے موجودہ شیئر ہولڈرز کے توسط سے اسٹیٹ بینک سے رابطہ کیا تھا۔ اسٹیٹ بینک نے ممکنہ سرمایہ کار کو بتایا کہ وہ اپنا خلوصِ نیت ثابت کرے اور اسے fitness اور propriety کی کسوٹی پر پورا اترنا پڑے گا۔ انہیں بینک کی پوزیشن کے بارے میں بھی رہنمائی دی گئی اور مطلوبہ معلومات کے بارے میں بھی بتایا گیا جو اُن کی درخواست کے تجزیے کے لیے درکار تھیں۔ تاہم، وہ کوئی مطلوبہ معلومات فراہم نہیں کرسکے۔ ایک ایسا ادارہ جس کی beneficial ملکیت واضح نہ ہو، اسے کسی بینک کا لائسنس جاری نہیں کیا جاسکتا۔

-اگرچہ زیرِ بحث مجوزہ سرمایہ کار کا کہنا ہے کہ وہ 13 مئی 2015ء تک کچھ سرمایہ کاری لائے گا تاہم بینک کے ڈپازٹس کا حجم اور کم سے کم سرمائے کی شرائط (MCR) کو دیکھتے ہوئے سرمایہ کاری کے وعدے کی رقم بے حد کم ہے۔ اس کے علاوہ مجوزہ سرمایہ کار نے اس حوالے سے کوئی معلومات نہیں بتائیں کہ وہ کیسے اور کہاں سے رقم اکٹھی کرے گا۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان براہ راست بیرونی سرمایہ کاری (FDI) کا ہمیشہ خیر مقدم کرتا ہے تاہم اسے مقررہ حدود میں رائج صرف قانون اور ضوابط ہی کے دائرے میں قبول کیا جاسکتا ہے۔

-اسٹیٹ بینک عوام کو یقین دلاتا ہے کہ وہ ملک میں بینکاری شعبے کو مستحکم کرنے کے عزم پر قائم ہے۔ ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ بینکاری، دوسری اقسام کے کاروبار سے مختلف اور حساس ہے۔ کسی ادارے کو خریدنے کے لیے محض نقد موجود ہونے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ادارے کو ایسے افراد کے حوالے کردیا جائے جو اس ادارے کو چلانے کے لیے موزوں نہیں۔ چینی سرمایہ کاروں کو یہ سمجھنا ہوگا کہ یہ معاملہ فقط 50 ملین ڈالر یا 100 ملین ڈالر موجود ہونے کا نہیں بلکہ مختلف علاقوں کی لازمی شرائط کو پورا کرنے اور ان کا احترام کرنے کا ہے۔ اسٹیٹ بینک پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری (FDI) کی آمد کی اہمیت سمجھتا ہے لیکن ڈپازٹر کے مفاد کو تحفظ دینے کی ذمہ داری پر سمجھوتہ نہیں کرسکتا (اس معاملے میں 150,000 سے زائد ڈپازٹرز کے 57 ارب روپے داؤ پر لگے ہیں)۔ مالی شعبے کے محافظ کی حیثیت سے اسٹیٹ بینک ہمیشہ ڈپازٹرز کے مفاد کو تحفظ دینے اور مالی استحکام کو یقینی بنانے کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ اسٹیٹ بینک کو کے اے ایس بی بینک کے ڈپازٹرز کی رقم کی فکر ہے اور وہ یقینی بنانا چاہتا ہے کہ ڈپازٹرز کسی رکاوٹ کے بغیر اپنے کھاتے استعمال کرسکیں۔ تصفیے میں کوئی تاخیر ہوئی تو ڈپازٹرز کا مفاد نیز مارکیٹ کا اعتماد مخدوش ہوجائے گا۔

آئندہ کے لیے

-اسٹیٹ بینک کو ڈپازٹرز کی رقم کے تحفظ اور انہیں فوری ادائیگی کے حوالے سے تشویش ہے۔ عوام کا اعتماد رکھنے والا اچھا سرمایہ کار ایک مستحکم بینک کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ بینک کو کسی کمزور سرمایہ کار کے حوالے کرنے سے ایک اور التوائے قرض کا عمل ہوسکتا ہے۔

-موجودہ حالات میں بینک اسلامی کے ساتھ انضمام ہی ایک عملی راستہ رہ گیا ہے جس میں بینک ڈپازٹرز کا مفاد محفوظ ہوگا اور اس کا مسئلہ پائیدار بنیادوں پر حل ہوسکے گا۔

-اسٹیٹ بینک ڈپازٹرز کے مفاد کے تحفظ کے لیے ہر ممکن اقدامات کرے گا چاہے وہ کے اے ایس بی بینک ہو یا کوئی اور بینک۔